

# اخبار

① حضرت سید احمد شہیدؒ کی جنگی حکمت عملی کے موضوع پر ڈاکٹر طمعین الدین احمد خان نے اپنا مقالہ پڑھا۔ اس مقالے کے تین حصے تھے:۔ (۱) تحریکِ طریقہ محمدیہ۔ (۲) جہاد کے مقاصد (۳) جنگی حکمت عملی۔

سید احمد شہیدؒ نے اپنے عظیم جہاد کے سلسلے میں صوبہ سرحد میں ۱۸۲۴ء سے ۱۸۳۱ء تک جو جنگی حکمت عملی اختیار کی۔ صاحبِ مقالہ نے اس کی ایک معروف و نامہ تاریخی تعبیر پیش کی ہے۔ مباحثے کے آغاز میں صاحبِ مقالہ سے یہ وضاحت چاہی گئی کہ اس وقت جب چار صوفی سلسلے موجود تھے، یعنی قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ اور وہ سب شریعت کے متبع تھے اور رسول اللہ صلعم کی پیروی کے دعوے دار تھے، اس کے باوجود سید صاحب نے طریقہ محمدیہ کیوں شروع کیا۔ ڈاکٹر طمعین الدین نے اپنے ایک دوسرے مقالے کا حوالہ دیتے ہوئے یہ صراحت کی کہ طریقہ محمدیہ کی اساس دراصل انہی چار صوفی رجحانات پر قائم تھی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ طریقہ محمدیہ کی یہ تحریک ہندوستانی و بانی تحریک سے مختلف تھی۔ بحث کے دوران یہ خیال ظاہر کیا گیا کہ اس مقالے سے اس بات کا پتہ نہیں چلا کہ اس تحریک کے متعلق انگریزوں کا طرز عمل کیا تھا؛ ڈاکٹر صاحب نے یہ وضاحت کی کہ اس مقالے میں سید احمد شہیدؒ کی ابتدائی ہجرت سے بحث کی گئی ہے۔ انگریز، ان کی دوسری ہجرت کے بعد منظر پر آتے ہیں۔ بائیں ہمہ یہ صحیح ہے کہ انگریز شروع میں سید صاحب کی جہاد کی سرگرمیوں کے مخالف نہ تھے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ انگریز اور پنجاب کا سکھ مہاراجہ رنجیت سنگھ دونوں سندھ پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ انگریز چاہتے تھے کہ سکھ اور سید احمد شہیدؒ باہم برسرِ پیکار رہیں اور اس طرح انہیں سندھ کو ہتھیانے کا موقع مل جائے۔ یہ بھی سوال کیا گیا کہ آخر سید احمد شہیدؒ نے صوبہ سرحد کو اپنی جہادی سرگرمیوں کے لئے کیوں منتخب کیا۔ اور یہ کہ رسول اللہ صلعم کی ہجرت مدینہ کو مثالی نمونہ بنا کر کسی تحریک کو اس کے حالات اور سیاسی و معاشی مقتضیات سے الگ کر کے نصب العین بنانا کہاں تک مناسب تھا۔ اس پر صاحبِ مقالہ نے کہا کہ یہ سوال طرزی سائنس سے تعلق رکھتا ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ سید صاحب کے لئے صوبہ سرحد میں حالات کافی سازگار تھے۔ وہ جہاں بھی تشریف لے گئے، لوگوں نے ان کا پر تپاک خیر مقدم کیا اور ہر قسم کی امداد کا یقین دلایا تھا۔

ادارہ تحقیقات اسلامی میں وقتاً فوقتاً سیمینار ہوتے ہیں، جن میں ادارہ کے ارکان اپنے تحقیقی مقالات پڑھتے ہیں۔

اور پھر ان پر بحث ہوتی ہے۔ یہاں اکتوبر ۱۹۷۷ء سے جنوری ۱۹۷۸ء تک جو سیمینار ہوئے، ان کا مختصر خلاصہ دیا جا رہا ہے۔ مدیر

(۲) عرب قبل از اسلام کی بین الاقوامی اور بین العلاماتی تجارت۔ از ضیاء الحق۔

یہ مقالہ چھٹی صدی عیسوی کے قبل از اسلام عرب کے تجارتی نظام کے ارتقاء کے بارے میں تھا۔ جغرافیائی اور قدرتی عوامل کی وجہ سے جزیرۃ العرب میں مسکلت (SCARCITY) کے نتیجے میں عرب بہت بڑے تاجروں کے تھے۔ مقالے کا بنیادی نظریہ یہ تھا کہ معاشی اور مذہبی عوامل کی بنا پر قبل از اسلام عرب میں ایک عظیم تجارتی نظام کی بنیاد پڑی۔ اور مورخین "عرب جاہلیت" کی جس عام طوائف الملوک کا ذکر کرتے ہیں، وہ صرف چند مہینوں تک ہی محدود رہتی تھی، بیشتر مہینوں میں عربوں کو اپنی تجارتی سرگرمیوں کے لئے خاطر خواہ مواقع حاصل تھے۔ چنانچہ تجارت کے فروغ سے ان تاجروں کی معاشی قوت میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ یہ تبدیلی جو عرب کی گلم بانی اور زرعی معیشت میں بروئے کار آئی، تاریخی اعتبار سے بہت اہمیت رکھتی ہے۔

مقالہ نگار سے کہا گیا کہ نجد کے علاقے کا خصوصی مطالعہ مقالے کی افادیت کو بڑھا سکتا ہے اور یہ کہ عرب کے تاریخ دار سلسلہ واقعات کو بھی ملحوظ رکھنا چاہئے تھا۔

(۳) احمد امین، مسلم بین الاقوامی اتحاد کی نئی تعبیر کے موضوع پر عربی النسل جرمن سکالر ڈاکٹر دیتلیت خالد نے جو ادارہ میں مولانا عبید اللہ سندھی پر تحقیقات کر رہے ہیں، مقالہ پیش کیا۔ اس مقالے میں موصوف نے مشہور مصری مصنف احمد امین کے فکر کے تین پہلوؤں کا تجزیہ کیا۔ (۱) پان اسلامزم ثقافتی جذب پذیر کی محرک کی حیثیت سے۔ (۲) معاشرتی ارتقاء کے مراحل (۳) تہذیب کی فوفیت۔

ڈاکٹر دیتلیت نے یہ واضح کیا کہ مصطفیٰ عبدالرزاق کی طرح احمد امین بھی شیخ محمد عبیدہ سے کافی حد تک متاثر تھے اور وہ ایک حد تک ان کے نظریات کی تفصیلات کو اتمام تک پہنچانے میں کامیاب ہوئے لیکن وہ شیخ عبیدہ سے آگے نہ جاسکے۔ احمد امین معتزلہ فلسفے کو جدید بنیادوں پر قائم کرنے کے حامی تھے اور اس سلسلے میں وہ علامہ اقبال سے کافی متاثر معلوم ہوتے ہیں لیکن احمد امین کسی مکتب فکر کی اساس نہ رکھ سکے۔ استفسار کیا گیا کہ کیا احمد امین اپنی تصنیفات میں اپنے معاشرے کی معاشی ناہمواریوں کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ ڈاکٹر خالد صاحب نے جواب دیا کہ احمد امین کا ہے گلہ ہے اس کا ذکر کرتے ہیں لیکن معاشیات ان کا مضمون خصوصی نہ تھا اس لئے وہ معاشی مسائل پر بحث نہیں کرتے۔ اس سوال کے جواب میں کہ احمد امین کے پان اسلامزم کے نظریات اور عرب ممالک کی نیشنلسٹ تحریکوں میں موافقت کس طرح ہو سکتی ہے، جبکہ یہ دونوں باہم متضاد تحریکیں ہیں۔ ڈاکٹر خالد نے کہا کہ احمد امین، دوسرے آزاد خیال مصری ادیبوں کی طرح، ہمیشہ ہم عصر ثقافتی مسائل پر بحث کرتے ہیں۔ احمد امین نے نہ کبھی فرعون کی کچھ کے بارے میں لکھا اور نہ عرب قومیت کے بارے میں۔ انھوں نے صرف

قومیہ اور وطنیت کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ انھوں نے ہمیشہ ثقافتی امور میں پان اسلامزم کا پرچار کیا ہے، وہ ایک وقت، عرب لیگ کے کلچرل آفیسر بھی مقرر ہوئے تھے۔

(۴) شیخ محمد عبدالعزیز کے سیاسی افکار۔ از محمد نذیر کا کاخیل۔

یہ مقالہ تین حصوں پر مشتمل تھا۔ پہلے حصے میں مقالہ نگار نے مفتی محمد عبدالعزیز کی زندگی کے مختصر حالات اور ان کے سیاسی و معاشی عوامل کا تذکرہ کیا، جو آگے چل کر ان کے سیاسی نظریات پر اثر انداز ہوئے۔ دوسرے حصے میں انھوں نے مصر کے ان حالات پر روشنی ڈالی جن کی وجہ سے ان کو مصر کے لئے پندرہ سالہ امریت کی تجویز پیش کرنے کی ضرورت پڑی تاکہ اصلاح کا جو بیڑا انھوں نے اور ان کے رفقاء نے اٹھایا تھا، اس کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جاسکے۔ اور پھر رفتہ رفتہ جمہوری اداروں کا قیام عمل میں لایا جاسکے۔ مقالے کے تیسرے حصے میں بتایا گیا کہ کس طرح انھوں نے عملی سیاست سے علیحدگی اختیار کر کے صرف مذہبی اصلاح کی تحریک چلائی کیونکہ ان کے خیال میں مسلم معاشرے کی اصلاح و تعمیر اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ مسلمانوں کے مذہبی عقائد درست نہ ہو جائیں۔ آخر میں مقالہ نگار نے مفتی عبدالعزیز اور سر سید احمد خاں کے افکار کا تقابلی مطالعہ پیش کیا اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ مفتی محمد عبدالعزیزوں کو مصر میں صرف وقتی طور پر برداشت کر سکتے تھے لیکن مستقلاً نہیں جبکہ سر سید کے ہاں انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے کا کہیں شائبہ بھی نہیں۔ علاوہ ازیں دونوں کے افکار میں بنیادی فرق یہ ہے کہ اول الذکر کے ہاں مذہب اور سیاست میں چوںی دامن کا ساتھ ہے جبکہ مؤخر الذکر کے نزدیک مذہب ایک ذاتی معاملہ ہے جس کا سیاست و معیشت سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے۔

مباحثے میں یہ رائے پیش کی گئی کہ صاحب مقالہ نے مفتی عبدالعزیز کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ وہ مشرقی نمونے کے آمر کو ترجیح دیتے تھے اس سے ان کی کیا مراد ہے اس پر مزید روشنی ڈالنے کی ضرورت تھی۔ خلافت کے بارے میں بھی مفتی عبدالعزیز کے نظریات کا مطالعہ کرنے کی اہمیت پر زور دیا گیا۔

(۵) قبل از اسلام عرب میں صنعت و باعزت پر احمد خاں کا مقالہ تھا۔ اس میں انھوں نے اس بارے میں غزلی ماخذ سے ضروری مواد جمع کیا۔ دوران مباحثہ یہ خیال ظاہر کیا گیا کہ اگر اس مواد کا اقتصادی تجزیہ پیش کیا جاتا اور تجارت جلود (کھالوں) کی ابتدا اور ترقی کا جائزہ عالمین پیداوار کے پس منظر میں لیا جاتا تو مقالے کی افادیت میں خاطر خواہ اضافہ ہو جاتا۔

(ضیاء الحق)